اتمام المقال

فی

بعض احکام التماثل

حضرت حکیم الامۃ قطب الوقت شیخ الشریعۃ والطریقۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت فیوضہم وبرکاتہم وحضرت مولانا العلامۃ الفاضل النحریر المولوی المفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی دامت فیوضہم کی تحریرات کا مجموعہ ہے۔ جو افادہ اہل اسلام کے لئے شائع کیا گیا

بفرمائش

جناب مولوی حفیظ الرحمن سلمہ اللہ المنان خلف حضرت مفتی صاحب قبلہ

مطبع جمال پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپا

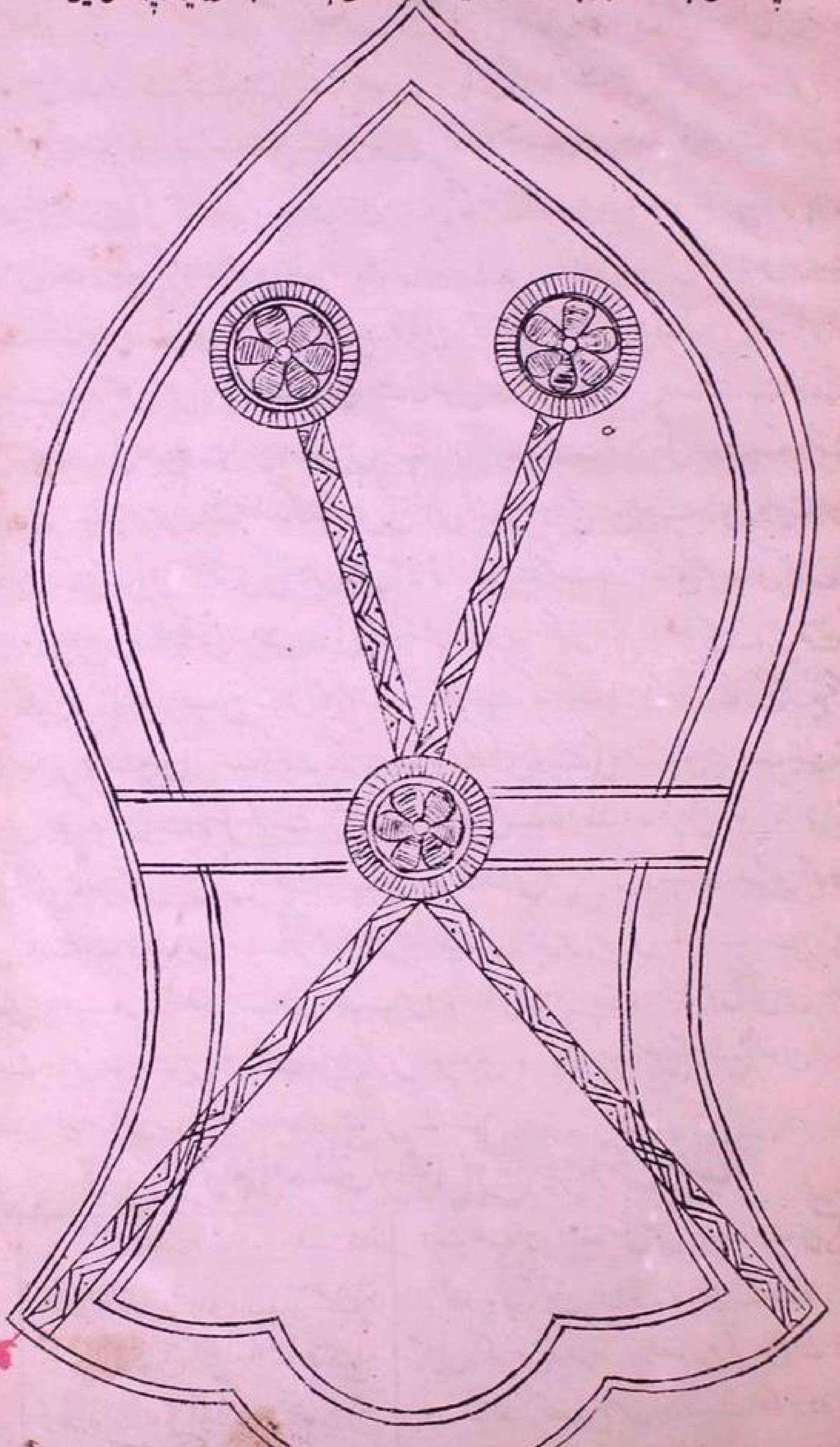
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الیٰ یوم الدین اما بعد۔ یہ چند تحریرات کا مجموعہ محض اشاعت دین متین وتبلیغ راہ صدق ویقین کی نیت سے خالصاً لوجہ اللہ الکریم شائع کیا جاتا ہے اور وجہ اشاعت یہ ہوئی کہ فقیر نے حضرت حکیم الامت قطب زماں شیخ الاسلام مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تہانوی دامت فیوضہم کے رسالہ نیل الشفا بنعل المصطفیٰ سے نعل شریف کا نقشہ معہ فضائل وخواص نقل کر کے بصورت اشتہار طبع کرایا اور تقسیم کیا۔

اس پر مسلمانوں میں کچھ اختلاف ہوا اور حضرت العلامۃ مفتی الدیار الہندیہ مولینا محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ، کی خدمت میں اس کے متعلق سوالات گئے اور حضرت مفتی صاحب قبلہ نے جواب تحریر فرمائے۔ رسالہ نیل الشفا کے مفاد اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے جوابوں میں فی الجملہ اختلاف تھا۔ اس لئے رفع اختلاف کی نیت سے خود حضرت مفتی صاحب نے اپنے جواب مولانا تہانوی مدظلہ کی خدمت میں ارسال کر کے مولانا تہانوی مدظلہ کی رائے دریافت کی اس سلسلے میں دو تحریریں مفتی صاحب کی اور دو مکتوب مولانا تہانوی کے آئے گئے۔ چونکہ نیت خالص تھی اور طرفین کا مقصد ابتغاء مرضات اللہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس لئے حضرت مولانا تہانوی دامت برکاتہم نے اپنے دوسرے مکتوب میں معاملہ ختم فرما دیا اور نہایت حقانیت اور خلوص کے ساتھ اپنے رسالہ نیل الشفا سے رجوع کا اعلان فرما دیا اور ساتھ ہی اس کو جلد از جلد شائع کر دینے کی تاکید بھی فرما دی۔ اور مجموعہ کا نام بھی خود تجویز فرما دیا۔ لہٰذا حضرت اقدس کے تجویز فرمودہ نام کے ساتھ ہی مجموعۂ ہذا شائع کیا جاتا ہے جس سے حضرت اقدس مولانا تہانوی مدظلہ العالی کی حق پسندی کا وہ درجۂ علیا پیش نظر ہو جائے گا۔ جس کی زمانۂ حاضرہ میں دوسری جگہ مشکل سے نظیر مل سکے گی۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن ما جزی بہ احداً وابقاہ للاسلام واھلہ

فقیر محمد یوسف دہلوی ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ
محلہ چوڑیگراں۔ دہلی

نقشۂ نعل مبارک جو رسالۂ نیل الشفا بنعل المصطفٰے مؤلفہ حضرت حکیم الامتہ مولانا محمد اشرف علی صاحب مدظلہ میں شائع کیا گیا تھا اس کے ساتھ کچھ فضائل و برکات اور بعض بزرگوں کے شوقیہ اشعار بھی شائع ہوئے تھے جو صفحہ آئندہ پر درج ہیں۔



بعض آثار و خواص نقشہ نعل شریف

علامۂ محدث حافظ تلمسانی رح کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ شریف کے منافع ایسے کھلم کھلا ہیں کہ بیان کی حاجت نہیں منجملہ ان کے ابو جعفر رح کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالب کے لئے یہ نقشہ بنوا دیا تھا وہ میرے پاس ایک روز آکر کہنے لگا کہ میں نے شب گذشتہ میں اس کی عجیب برکت دیکھی کہ میری بی بی کے اتفاقاً ایسا سخت درد ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہو گئی میں نے یہ نقشہ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا کہ یا الٰہی مجھ کو صاحب نعل شریف کی برکت دکھلایئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت شفا عنایت فرمائی۔ قاسم بن محمدؒ کا قول ہے کہ اس نقشہ کی آزمائی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرکاً اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبے سے شیطان سرکش سے حاسد کی نظر بد سے امن و امان میں رہے۔ اور اگر حاملہ عورت دردزہ کی شدت کے وقت اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے بفضلہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو۔ شیخ ابن حبیب الہنی روایت فرماتے ہیں کہ اُن کے ایک دُنبل نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ نہایت سخت درد ہوا کسی طبیب کی سمجھ میں اُس کی دوا نہ آئی۔ اُنہوں نے یہ نقش شریف درد کی جگہ رکھ لیا۔ معاً ایسا سکون ہو گیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا۔

ایک اثر خود میرا (یعنی صاحب فتح المتعال کا) مشاہدہ کیا ہوا ہے۔ کہ ایک بار سفر دریائے شور کا اتفاق ہوا ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہو گئے۔ کسی کو بچنے کی امید نہ تھی میں نے یہ نقش ناخدا کے پاس بھیجدیا کہ اس سے توسل کرے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے عافیت عطا فرمائی۔ اور محمد بن الجزری رح سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو۔ اور یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اس کو شکست نہ ہو اور جس قافلے میں ہو لوٹ مار سے محفوظ رہے جس اسباب میں ہو چوروں کا اُس پر قابو نہ چلے جس کشتی میں ہو غرق سے بچے اور جس حاجت میں اُس سے توسل کریں وہ پوری ہو۔ یہ تمام مضامین کتاب القول السدید فی ثبوت استبراک نعل سید الاحرار والعبید سے نقل کئے گئے ہیں

قال الامام ابو الخیر محمد بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ

يَا طَالِبًا تِمْثَالَ نَعْلِ نَبِيِّهِ هَا قَدْ وَجَدْتَ اِلَى اللِّقَاءِ سَبِيْلًا فَاجْعَلْهُ فَوْقَ الرَّأْسِ وَاخْضَعْ لَهُ وَتَغَالَ فِيْهِ وَاَوْلِهِ التَّقْبِيْلَا	اے طلب کرنیوالے نقش نعل شریف اپنے نبیؐ کے آگاہ ہو جا تحقیق پالیا تو نے اس کے ملنے کا راستہ پس رکھ اس کو سر پہ اور خضوع کر اس کے لئے اور مبالغہ کر خضوع میں اور چاہیے اسکو بوسے دے

مَنْ یَدَّعِی الحُبَّ الصَّحِیحَ فَاِنَّهٗ یُثْبِتُ عَلٰی مَا یَدَّعِیهِ دَلِیلاً	جو شخص دعوے کرے سچی محبت کا پس بیشک وہ قائم کرتا ہے اپنے دعوے پر دلیل کو۔

عن السید محمد الجمازی الحسینی المالکی

لَمَّا رَاَیْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفٰی اَلْمُسْنَدَ الْوَضْعِ الصَّحِیحِ مُعَرَّفًا فَمَسَحْتُ وَجْهِی بِالْمِثَالِ تَبَرُّکًا نَشْفِیتُ مِنْ وَقْتِی وَکُنْتُ عَلَی الشَّفَا وَظَفِرْتُ بِالْمَطْلُوبِ مِنْ بَرَکَاتِهٖ وَوَجَدْتُ فِیهِ مَا اُرِیدُ مِنَ الصَّفَا	جب دیکھا میں نے نقشہ نعل شریف حضرت مصطفیٰ صلعم کا جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے تو میں نے مل لیا اپنے چہرے پر اس نقشے کو واسطے برکت کے سو مجکو اسی وقت شفا ہو گئی حالانکہ میں قریب بہلاکت ہو گیا تھا اور پہنچ گیا میں مطلب کو اسکی برکتوں سے اور پایا میں نے اُسمیں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے۔

طریق توسل بہتر ہے کہ آخر شب میں اُٹھ کر وضو کرکے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے اس کے بعد گیارہ بار درود شریف گیارہ بار کلمہ طیبہ گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بہ تضرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی میں جس مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لئے ہوں۔ اُن کا ادنیٰ درجہ کا غلام ہوں الٰہی اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر بہ برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمایئے۔ مگر خلاف شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے پھر سر پر سے اس کو اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بہ محبت بوسہ دے اور اشعار ذوق و شوق بغرض ازدیاد عشق محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ عجب کیفیت پائیگا

یہ تمام مضامین رسالہ نیل الشفا بنعل المصطفیٰ میں شائع ہوئے۔ ان کو دیکھ کر بعض حضرات نے مولانا تھانوی مدظلہم کی خدمت میں درخواست کی کہ اس نقشہ کو علیحدہ کاغذ پر چھپوا کر تقسیم کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ مولانا نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ بات اچھی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اس سے عوام کے بدعت و غلو میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ یہ سوال وجواب مکتوبات خبرت جلد سوم کے صفحہ ۱۵ سے ہم نقل کرتے ہیں:-

منقول از مکتوبات خبرت حصہ سوم صہ۱ بابت ۳۳ھ

سوال خاکسار کا قصد ہے کہ محض نقشہ نعل شریف جو زاد السعید میں شامل ہے علیحدہ طبع کرا کے

افادۂ عام کی غرض سے صاحبان ضرورت کو تقسیم کروں۔ **الجواب** تجربہ و تامل سے اس کا انجام عوام کے لئے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ بہت جلد غلو و بدعت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مجھ کو زاد السعید میں شائع ہونا بھی مصلحت معلوم نہیں ہوا۔ مگر خیر وہ ایک کتاب ہے اس میں عبارت بھی موجود ہے اس سے انسداد مفسدہ کا ممکن ہے اور صرف نقشہ کی اشاعت میں غلو کا احتمال زیادہ ہے۔ فقط

پھر رنگون کے بعض دولتمند مسلمانوں نے نیل الشفا میں یہ نقشہ اور اس کے فضائل اور خواص اور طریق توسل دیکھ کر نعل مبارک کے نقشہ کو علیحدہ کاغذ پر بہت خوبصورت اور خوش وضع چھپوایا اور نقشہ نعل مبارک پر کچھ عبارتیں اور کلمات متبرکہ بھی چھپوا دیئے۔ اس پر بعض اہل علم اور دردمندان شریعت کو کچھ شبہات پیش آئے۔ اور اہل افراط و تفریط کی جانب سے نامناسب لہجہ میں خدشات کا اظہار کیا گیا۔

کسی بزرگ نے ان شبہات و خدشات کو بصورت سوال لکھکر حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کی خدمت بابرکت میں بھیجدیا۔ حضرت مولانا نے سنہ ۱۳۴۱ھ میں اس سوال کا جو جواب ارشاد فرمایا تھا وہ النور نمبر ۹ جلد سوم بابت محرم سنہ ۱۳۴۲ھ کے صفحہ ۹ میں شائع ہو چکا ہے۔ اُس سے یہاں نقل کیا جاتا ہے:۔

تنبیہ بر اصلاح معاملہ بہ تمثال شریف مذکورہ زاد السعید

(ماخوذ از رسالہ النور صفحہ ۹ بابت محرم سنہ ۴۲ جلد ۳ نمبر ۹)

سوال۔ نقشہ نعل مبارک جو کہ خدمت والا میں مرسل ہے ایک رنگونی متمول سیٹھ صاحب نے مستقل طور پر کثیر تعداد میں چھپوا کر یہاں رنگون میں مسلمانوں کو تقسیم کیا اس غرض سے کہ اس کا ادب و تعظیم بجا لا کر فوائد دارین حاصل کریں۔ غیر مقلدین اور بعض مقلدین نے یہ چرچا دیکھ کر بہت شور و شغب اور چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اور بعضوں نے غلو کر کے یہاں تک کہدیا کہ ایک تو یونہی لوگوں کے ایمان میں کمزوری تھی۔ صرف رائی کے دانے کے برابر ایمان باقی رہ گیا تھا اب اس نقشہ مزینہ و متلونہ بالوان مختلفہ کی بدولت رہا سہا رائی برابر ایمان بھی جاتا رہا۔ اس میں ہدایات مطبوعہ کے مطابق سروں پر رکھ کر بوسہ وغیرہ دیکر اس سے زیادہ معظم و مکرم چیزیں نیچے پڑ گئیں حتّٰی کہ قرآن پاک و کتب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیسا برتاؤ کیا جاتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر آثار و علامات

وقعت وعظمت ان کے عملدرآمد سے نظر آنے لگے جو مسلمان ان کی جیسی تعظیم وتکریم بجا نہ لائے اس کو بنظرِ حقارت دیکھیں اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کریں اس کو بے ادب وگستاخ بتائیں التزام مالم یلزم اور حدود شرعیہ سے تجاوز کا پورا منظر پیش نظر ہو جائے۔ پھر تعجب پر تعجب ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو متبع سنت اور اہلِ حق کہہ کر بہت سے امور کو جس کو اہلِ بدعت بدعات حسنہ یا شعائر اظہار محبت رسول وغیرہ قرار دیتے ہیں۔ بنا بر مفاسدِ عینیہ ناجائز۔ حرام۔ شرک۔ بدعت قبیحہ کہتے ہیں اور نقشہ نعل مبارک بایں آب وتاب چھپوا کر ذریعۂ نجات بتلاتے ہیں۔ باوجودیکہ عوام کالانعام کی حالت اور اس کے صدہا امثال ونظائر میں ان کی افراط وتفریط خود بھی مشاہدہ کر چکے اور کر رہے ہیں۔ نقشہ مذکور کے نیچے گرداگرد اشعار وعبارات وفضائل وغیرہ ہوتے ہوئے یہ عذر کرنا کہ ہم نے نقشہ مذکور کے نیچے یہ بھی چھاپ دیا ہے۔ مگر خلاف شرع غلو نہ کریں الخ بالکل لچر ہے۔ خواہشات نفسانیہ کا غلبہ ہوتے ہوئے اور رفع حاجت دنیاوی کا سہل نسخہ ہاتھ آتے ہوئے عوام کا حدود شرعیہ پر قائم رہنا قطعاً خلاف بداہتہ ومشاہدہ ہے۔ اتنی عبارت کا لکھ دینا ہرگز کافی نہیں اور نہ اس کا شائع کنندہ مسلمانوں کو ایک نئے فتنہ میں پھنسانے کی وجہ سے مواخذۂ اخروی سے بری الذمہ ہو سکتا ہے۔

اس نقشہ نعلین مبارک کو زاد السعید حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی کے ساتھ ملانے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس کا ماخذ یہی کتاب ہے اس میں کوئی شرعی دلیل قائم نہیں کی گئی۔ کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال کا حوالہ اس میں بھی دیا گیا ہے یہ کتاب بھی اثبات مطلوب کے لئے کافی نہیں۔ انتہٰی به تقریر المخالفین وفق ما صدر منهم بلسان المقال واقله بلسان الحال۔ پس جناب والا کی خدمت میں امور ذیل معروض ہیں:۔

(۱) مخالفین کی تقریر کہاں تک صحیح اور کہاں تک غلط؟

(۲) نقشہ مرسلہ کی وجہ سے عوام کا مفاسد میں مبتلا ہو جانا محتمل قوی ہے یا نہیں؟

(۳) نقشہ مرسلہ کا بوسہ دینا سر پر رکھنا وغیرہ کے مشروع ہونے پر دلیل شرعی کیا ہے اور اگر بطور عمل حصول خیر وبرکت کے لئے جائز کہا جائے تو کیا وجہ ہے کہ قیام مولود وفاتحہ وتعزیہ ونقشہ ہائے موئے مبارک وجبہ وعمامہ مبارک وغیرہ بیشمار اعمال کے بارے میں اس وجہ کو کیوں نہ کافی سمجھا جائے۔ بلکہ ان میں سے بعض اعمال کو بدرجۂ اولی کیوں نہ جائز قرار دیا جائے اور اگر نہیں تو مابہ الفرق کیا ہے؟

(۴) قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر وزمانہ مجتہدین عظام میں اس طرح بوسہ دینے سر پر رکھنے

وغیرہ کا دستور تھا یا نہیں۔ اور اگر تھا تو اس کی تصریح نقل فرماویں۔

خاص ہوئے مبارک وملبوسات شریفۂ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فیوض و برکات حاصل کرنا امر آخر ہے اور شبیہ دوسری چیز ہے اس لئے یہ امر قابل خیال ہے کہ اس کے ساتھ کسی برتاؤ کا دکھلانا وہی برتاؤ نقل کے ساتھ ثابت کرنا قیاس مع الفارق ہوگا۔

(۵) جبکہ نقشہ نعل شریف اس درجہ واجب التعظیم قرار پائے کہ سر پر رکھ کر اس کے وسیلے سے دعا مانگنا باعث حصول خیر و برکت ہو تو دوسری صورت میں اگر کوئی مثل نقشہ نعل چرمی یا چوبی بنوا کر اتباعاً پہننا چاہے جس کا پاک و ناپاک جگہ آمد و رفت میں ملوث ہونا ظاہر ہے کیا حکم رکھتا ہے۔

(۶) کیا اصل نعلین کے ساتھ کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ معاملہ کرنا ثابت ہے جو کہ اس کی نقل کے ساتھ تجویز کیا گیا ہے۔ بروقت جواب عریضۂ ہذا کتاب امداد الفتاویٰ جلد سوم صفحہ ۱۴۰ مسائل شتی مطبع مجتبائی دہلی اور مضمون کتاب زاد السعید متعلق نعل شریف کے تعارض کو ملاحظہ فرما لیا جائے۔ فقط

الجواب

اس مسئلہ میں دو مقام پر کلام ہے ایک یہ کہ فی نفسہ قطع نظر عوارض سے اس تمثال کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کا کیا حکم ہے۔ دوسرے یہ کہ عوام کے مفاسد حالیہ یا مآلیہ محتملہ باحتمال غالب کے اعتبار سے کیا حکم ہے۔ سو امر اول میں تفصیل یہ ہے کہ اگر دین اور عبادت سمجھ کر ایسا کیا جائے۔ تب تو بدعت ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل وارد نہیں اور اگر ادب و شوق طبعی سے کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایسے امور طبعیہ کے جواز کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں خلاف دلیل نہ ہونا کافی ہے اور جو سلف سے اس کی نظیر منقول ہے اس کا محمل یہی ادب و حب طبعی ہے۔ جیسے حضرت عثمان رضہ کا قول ہے۔ ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعت بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ ابن ماجہ فی باب کراھۃ مس الذکر بالیمین۔

ظاہر ہے کہ یہ رعایت بنا بر حکم شرعی نہیں ورنہ ثوب نجس کا دلک یا عصر بھی یمین سے

؎ سوال بر تصویر روضۂ منورہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ونقشہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا و نقشہ مکہ مکرمہ کہ در دلائل خیرات واقع است بوسہ دادن وچشم مالیدن از روئے شرع جائز است یا نہ (الجواب۔ بوسہ دادن وچشم مالیدن بریں نقشہا ثابت نیست واگر از غایت شوق سرزد ملامت و عتاب ہم برجا نباشد۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ الجواب صحیح اشرف علی عفی عنہ ۲ محرم ۱۳۲۲ھ (منقول از امداد الفتاویٰ جلد سوم صفحہ ۱۴۰)

جائز نہ ہوتا۔ اور جیسے قاضی عیاض رح نے عبد الرحمٰن سلمی سے احمد بن فضلویہ زاہد غازی کا قول نقل کیا ہے۔ ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ من فتاوی العلامہ عبد الحی صفہ ۳۲۲

ظاہر ہے کہ مبنیٰ اس کا بجز دونوں قوس میں تشابہ ہونے کے اور کیا تھا اور اس تقریر سے امداد الفتاویٰ و زاد السعید کا تعارض بھی مرتفع ہو گیا۔ جو سوال سادس میں سائل نے لکھا ہے کہ اول میں حکم شرعی کا بیان ہے اور ثانی میں شوق طبعی کا۔ چنانچہ خود امداد الفتاویٰ کی اس عبارت میں شوق کی بنا پر ایسے فعل ہو جانے پر ملامت کی نفی مصرح ہے۔

یہ تو تفصیل ہے حکم فی نفسہ کی اور امر دوم کی تحقیق یہ ہے کہ جہاں احتمال مفاسد کا غالب ہو وہاں روکا جائیگا۔ اور واقعی اس وقت عوام کی حالت پر نظر کر کے احتیاط ہی مناسب ہے۔ چنانچہ اس بنا پر ہمیشہ خیال ہوتا تھا کہ زاد السعید کے مضمون کے متعلق اس پر تنبیہ کر دوں۔ الحمد للہ اس وقت اس کی توفیق ہوئی لیکن اس کے ساتھ ہی دوسری جانب میں بھی اصلاح ضروری ہے مثلاً اس تمثال کے ساتھ قصداً اہانت کا معاملہ کرنا کہ کھلی علامت ہے قساوت کی کیونکہ گو وہ اصل نہیں ہے مگر تشاکل و تشابہ کے سبب جو اصل سے ملابست و مناسبت ہے اس کی مانعیت کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ اس کا انکار تو مانعین بھی نہیں کرتے کہ جس طرح اصل نعل شریف پر باوجود اس کے طاہر ہونے کے بھی کلمات طیبہ و اسم مبارک لکھنا سوء ادب ہے اسی طرح تمثال پر ان کا لکھنا سوء ادب ہے جیسا اس تمثال میں اس کا ارتکاب کیا گیا ہے جو قلب پر بے حد ثقیل معلوم ہوتا ہے جس سے یہ نقشہ میری رائے میں قابل دفن ہو گیا۔ کیونکہ اس کے ابقاء میں جائز رکھنا ہے اہانت اسم مبارک کا۔ نعوذ باللہ۔ یا جس طرح اصل نعل شریف کو قرآن شریف کے ساتھ ایک غلاف میں رکھنا درست نہیں اسی طرح تمثال نعل کو بھی تو ان احکام کا مبنیٰ اگر تشابہ نہیں تو کیا ہے۔

پس صاف معلوم ہوا کہ من وجہ اصل اور نقل کو بعض آثار میں تشارک ہے۔ پس تمثال کی قصداً اہانت کرنا بھی گوارا نہ ہوگا۔ اور جس طرح ان کلمات کی کتابت کا وجوب اجتناب حجت ہے مانعین پر اور مثبت ہے من وجہ تشارک اصل و نقل فی بعض الآثار کا اسی طرح اس کتابت کا وجود ارتکاب حجت ہے مجوزین پر اور نافی ہے من کل الوجوہ تشارک اصل و نقل فی کل الآثار کا ورنہ اگر یہ تشارک منفی نہیں تو کیا وجہ کہ اصل پر یہ کتابت ناجائز ہو اور نقل پر جائز۔ اس تحقیق سے

ضروری احکام کی ایضاح اور افراط و تفریط جانبین کی اصلاح دونوں امر حاصل ہو گئے اور اسی سے سب سوالوں کا جواب بھی نکل آیا۔ واللہ اعلم ۸۔ رمضان ۱۳۴۱ھ

دہلی کا واقعہ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ میں دہلی میں یہی نقشہ معہ اُن عبارتوں اور اشعار اور فضائل و خواص کے جو رسالۂ نیل الشفا سے اوپر نقل کئے جا چکے ہیں چھپوایا گیا اور تقسیم کیا گیا

رسالہ کی تقسیم سے دہلی کے علمی حلقے میں خصوصاً اور مسلمانوں میں عموماً اس عمل کے موافق و مخالف چرچے ہونے لگے اور جن صاحب نے طبع کرا کر شائع کیا تھا ان کے روبرو بھی اعتراضات پیش کئے گئے چنانچہ انہوں نے خود نقشۂ مطبوعہ کی پشت پر ہی سوالات ذیل لکھکر حضرت علامہ مولانا المفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ کی خدمت میں بھیجے حضرت مفتی صاحب نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ معہ سوال کی عبارت کے درج ذیل ہے

سوال حضرات علماء دین جواب ارقام فرمائیں۔
استفتاء ہذا کی پشت پر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نعل مبارک کا نقشہ ہے اور اسی کے ساتھ اس نعل مبارک کے بعض آثار و خواص اور اسکی تعریف میں بعض بزرگوں کے اشعار اور اس نعل مبارک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے حاجات طلب کرنے کا طریقہ بھی تحریر ہے۔ زید نے یہ نقشہ نعل مبارک معہ امور بالا حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب زاد السعید سے ملحقہ رسالۂ نیل الشفا بنعل المصطفٰے سے نقل کر کے طبع کرایا اور مسلمانوں کے مجمع میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ وہ اسکی برکات سے بہرہ اندوز ہوں۔ حضرات اکابر تحریر فرمائیں کہ کیا (۱) زید کا یہ فعل ناجائز ہے (۲) اسکے آثار و خواص میں جن برکات کے ظہور کا ذکر ہے ان کا اعتقاد ناجائز ہے (۳) اس نقشہ مبارک کو باعث برکت سمجھنا ناجائز ہے (۴) اس نقشۂ مبارک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ناجائز ہے (۵) زید جو ایک مسجد میں امام ہے اس نے اس نقشہ کو طبع کرا کے اپنے نام سے پہلے خادم دربار محمدی لکھدیا۔ کیا یہ لکھنا ناجائز ہے (۶) زید نے صبح کو یہ مبارک نقشے مسلمانوں میں تقسیم کئے۔ دوسرے دن صبح کو زید کی کمر میں کپڑے وغیرہ اتار کر ٹھنڈی ہوا میں لیٹنے کی وجہ سے درد ہو گیا۔ اس پر ایک شخص نے زید سے کہا کہ تم نے یہ نقشہ طبع کرا کے تقسیم کیا تھا اس وجہ سے تمہارے سر اور کمر میں درد ہو گیا۔ اور تم دو دن ترجمہ نہ کر سکے کیا اس شخص کا یہ قول صحیح ہے۔ اگر غلط ہے تو اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار متبرکہ طیبہ سے برکت حاصل کرنا تو علماء متقدمین اور صحابہ اور تابعین سے ثابت ہے لیکن آثار و اشیاء متبرکہ سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق

یہ بات ثابت ہو کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال کی ہوئی اشیاء (مثل جبہ مبارک یا قمیص مبارک یا نعل مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے اجزاء (مثل موئے مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے ساتھ مس کی ہوئی چیزیں ہیں (مثل اس خاص پتھر کے جس پر قدم مبارک رکھنے سے نشان قدم بن گیا ہو) لیکن ان میں سے کسی چیز کی تصویر بنا کر اس سے برکت حاصل کرنے کا معتمد اہل علم وارباب تحقیق سے ثبوت نہیں۔

اگر تصویر سے تبرک حاصل کرنا بھی صحیح ہو تو پھر نعل مبارک کی کوئی تخصیص نہ ہوگی بلکہ جبۂ مبارک۔ قمیص شریف۔ موئے مبارک۔ اور قدم شریف کی کاغذ پر تصویریں بنانے اور اُن سے تبرک وتوسل کرنے کا حکم اور نقشۂ نعل مبارک سے تبرک وتوسل کا حکم ایک ہوگا۔ اور ایک ماہر بالشریعۃ اور ماہر نفسیات اہل زمانہ اس کے نتائج سے بے خبر نہیں رہ سکتا جن بزرگوں نے نعل مبارک کے نقش کو سر پر رکھا۔ بوسہ دیا۔ اس سے توسل کیا وہ ان کے وجدانی اور انتہائے محبت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اضطراری افعال ہیں۔ ان کو تعمیم حکم اور تشریع للناس کے موقع پر استعمال کرنا صحیح نہیں۔

نیز اس امر کا بھی کوئی ثبوت نہیں کہ نعل مبارک کا یہ نقشہ فی الحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کی صحیح تصویر ہے یعنی حضور کے نعل مبارک کے درمیانی پٹھے (شراک) کے وسط میں اور آگے کے تسموں (قبالین) پر ایسے ہی پھول اور نقش ونگار بنے تھے۔ جیسے اس نقشہ میں بنے ہوئے ہیں۔ اور بلا ثبوت صورت وہئیت کے حضور کی طرف نسبت کرنا بہت خوفناک امر ہے۔ اندیشہ ہے کہ من کذب علی متعمداً الخ کے مفہوم کے عموم میں شامل نہ ہو جائے۔ کیونکہ اس ہئیت کے ساتھ اس کو مثال نعل مصطفےٰ قرار دینے کا ظاہر مطلب یہی ہے کہ اس کو مثال قرار دینے والا یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ حضور نے ایسی نعل مبارک استعمال کی تھی جس کے پٹھے اور اگلے تسموں پر اس قسم کے پھول بنے تھے۔ اور اس طرح کے نقش ونگار بھی تھے۔

پھر یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ یہ نقش ونگار ریشم سے بنائے گئے تھے یا کلابتون اور زری کے تھے یا محض ٹھپہ تھا۔ اور ان تمام امور میں سے کسی ایک کا ثبوت بھی مہیا نہ ہوگا۔ اور اختلاف ہوا سے مختلف حکم لگائے جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ

بہر حال تصویر کو اصل کا منصب دینا اور اس کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا احکام شرعیہ سے ثابت نہیں۔ اگر حضور کی نعل مبارک جو حضور کے قدم مبارک سے مس کر چکی ہو کسی کو مل جائے تو

زہے سعادت ۔ اس کو بوسہ دینا سر پر رکھنا سب صحیح ۔ مگر نعل کی تصویر اور وہ بھی ایسی تصویر جس کی اصل سے مطابقت کی بھی کوئی دلیل نہیں ۔ اصل نعل مبارک کے قائم مقام نہیں ہو سکتی ۔
سوال نمبر ۱ سے ۴ تک کا تو یہ جواب ہو گیا ۔ نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ کسی شخص کا اپنے متعلق خادم دربار محمدی لکھ دینا ناجائز نہیں ہے ۔ اور نمبر ۶ کا جواب یہ ہے کہ جو شخص سر اور کمر کے درد کو اس پرچہ کی اشاعت کا نتیجہ ہونے کا اعتقاد رکھے وہ بھی غلطی کرتا ہے ۔ اور لا تقف ما لیس لک بہ علم کے ماتحت اس کو ایسا حکم لگانے سے اجتناب کرنا چاہئے ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ ۔ دہلی

اس کے بعد حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہم العالی کے پاس اس کے متعلق دوسرا سوال آیا ۔ اس کا جواب بھی مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ۔ وہ سوال وجواب حسب ذیل ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک نقشہ معہ ہدایت شائع ہوا ہے جس میں نشانِ کفِ پائے مبارک کا نقشہ دیا گیا ہے ۔ یہ نقشہ جو شائع کیا گیا ہے کیا حضور کے نعلین شریف کا درست نقشہ ہے ۔ کیا اس کی اصل احادیث شریف یا اقوال خلفائے راشدین سے ثابت ہے دوسرے مشتہر نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ بتوسل نعلین شریف دعا کرنا چاہئے ۔ یہ نقشہ معہ تحریر ارسال ہے ۔ لہذا شرع شریف میں اس نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اس کے توسل سے اپنی حاجت طلب کرنا جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال کی ہوئی نعل شریف کسی کو مل جائے تو زہے سعادت اور فرطِ محبت سے اس کو بوسہ دینا ۔ سر پر اٹھا لینا بھی موجب سعادت ہے ۔ مگر یہ تو اصل نعل نہیں اُسکی تصویر ہے اور یہ بھی متیقن نہیں کہ یہ تصویر اصل کے مطابق ہے یا نہیں اور تصویر کے ساتھ اصل شے کا معاملہ کرنا شریعت میں معہود نہیں ۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پائے مبارک ۔ موئے مبارک اور قمیص مبارک ۔ جبہ مبارک کی تصویریں بھی بنائی جا سکتی ہیں اور اگر ان میں بھی اصل کی مطابقت کے ثبوت سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر آج ہی بیشمار تصویریں بن جائیں گی ۔ اور ایک فتنۂ عظیمہ کا دروازہ کھل جائے گا ۔ جن بزرگوں نے اس تصویر کے ساتھ

محبّت کا معاملہ کیا وہ ان کے والہانہ جذبات محبت کا نتیجہ تھا۔ مگر دستور العمل قرار دینے کے لئے حجّت نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ۔ دہلی

ان دونوں جوابوں کے تحریر فرمانے کے بعد بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں مختلف اشخاص کی طرف سے سوالات آئے اور بعض مخلصین نے حاضر خدمت ہو کر موافق و مخالف اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور مسلمانوں میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہونے لگا۔

مفتی صاحب نے دیکھا کہ اختلاف و شقاق بین المسلمین کا ایک نیا دروازہ کھل رہا ہے اگر ممکن ہو تو اسی وقت اس کا تدارک کر لیا جائے چنانچہ حضرت ممدوح نے اپنے یہ دونوں جواب حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کی خدمت میں ایک مکتوب کے ساتھ روانہ کر دیئے۔ افسوس کہ اس مکتوب کی نقل مفتی صاحب نے نہیں رکھی تھی۔ (غالباً حضرت حکیم الامۃ مدظلہم العالی کے یہاں محفوظ ہو گی) مگر اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا:۔

خلاصہ مضمون مکتوب مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہٗ

بخدمت حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب دام فیضہم

حضرت محترم دامت فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہاں اپنی جماعت کے ایک اچھے مستعد عالم نے یہ نقشہ جو رسال خدمت ہے۔ چھپوا کر شائع کیا۔ لوگوں میں اس کی اشاعت سے کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق سوالات ہو رہے ہیں۔ میرے پاس بھی دو سوال آچکے ہیں میں نے جو جواب تحریر کئے ہیں وہ ملاحظۂ اقدس کے لئے ملفوف ہذا ہیں براہ کرم ملاحظہ کے بعد رائے عالی سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ اگر جواب درست نہ ہونے کا مجھے اطمینان ہو جائیگا تو میں بلا تکلف رجوع کر لونگا۔ یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ رسالہ نیل الشفا میں نے مطالعہ کیا ہے وہ میرے لئے موجب اطمینان نہیں ہوا۔ والسلام

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ
دہلی

مفتی صاحب کے خط کے جواب میں حضرت مولانا تھانوی کا جو گرامی نامہ آیا اسکی نقل یہ ہے

ارشاد نامۂ حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرفعلی صاحب مدظلہم

بجواب مکتوب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دامت فیوضہم

تصحیح الجواب وتوثیقہ من الاحقر الافقر اشرف علی عفی عنہ

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر نے دونوں جواب پڑھے جو بالکل حق ہیں اور صحت معنی کے ساتھ اسلوب کلام میں ادب کی رعایت خاص طور پر قابل داد ہے جسکی ایسے نازک مسائل میں سخت ضرورت ہے اب انکے مضامین کے متعلق بغرض توضیح بعض ضروری معروضات پیش کرتا ہوں۔

نمبرا۔ بدلائل ثابت ہو چکا کہ یہ اعمال شرعیہ نہیں اور ایسے اعمال کے لئے جن کا منشا حُب و شوقِ طبعی وادب ہو مستقل دلیل کی حاجت نہیں۔ خلاف دلیل نہ ہونا کافی ہے۔ کما قال عثمان رضی ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ ابن ماجہ۔ ظاہر ہے کہ یہ رعایت بنا بر حکم شرعی نہیں۔ ورنہ تو بنجس کا دلک یا عصر بھی یمین سے جائز نہ ہوتا۔

نمبر۲۔ جب ان اعمال کی بنا ادب وحُب وشوق طبعی ہے اور بعض اوقات صرف تشاکل و تشابہ بھی منشا ان جذبات کا ہو جاتا ہے تو وہاں بھی اجازت دیجاویگی۔ کما فی فتاوی العلامۃ عبدالحی صفحہ ۳۲۲۔ نقل عیاض عن احمد بن فضلویہ الزاہد الغازی قولہ ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ۔ ظاہر ہے کہ مبنیٰ اس کا بجز دوزن قوس کے تشابہ کے اور کیا تھا۔ پھر تشابہ وتشاکل عام ہے۔ ناقص ہو یا تام اور کسی عین کا ہو یا تمثال کا چنانچہ حضرت مولانا گنگوہی رح نے تصویر روضہ منورہ ونقشہ مدینہ منورہ ومکہ مکرمہ واقعہ دلائل الخیرات کے باب میں جواب دیا ہے کہ بوسہ دادن وچشم مالیدن بریں نقشہ ہا ثابت نیست واگر از غایت شوق سرزد ملامت وعتاب ہم برجا نباشد اھ من الفتاوی الامدادیہ جلد ثالث صفحہ ۱۴۲ اور نعل شریف کی تمثال اگر پوری مطابق بھی نہ ہو مگر کسی درجہ میں تو مشابہ ضرور ہے جیسا روضہ شریفہ کا نقشہ واقعہ دلائل الخیرات۔ پس غایت مافی الباب تطابق تام کا دعویٰ و اعتقاد ناجائز و محتاج نقل صحیح ہوگا۔ باقی مطلق تشابہ تو احادیث سے ثابت ہے۔

نمبر۳۔ ایسے احکام جبیہ شوقیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ضروری نہیں کہ نعل مبارک کے تمثال کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا مستلزم ہو۔ دوسرے تبرکات کے تماثیل کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرنے کو۔ کما قال بعض العشاق ؎ امر علی الدیار دیار لیلیٰ ✤ اقبل ذا الجدار وذا الجدارا ✤ وما حب الدیار شغفن قلبی ✤ ولکن حب من سکن الدیارا ✤ ولم یقل اقبل ذی الثمار وذی الثمارا۔ اور مثلاً مساجد میں مستعمل طاہر جوتہ پہنکر نہ جانا جس کی بنا محض ادب طبعی عرفی ہے اس کو مستلزم نہیں کہ جرابیں پہن کر بھی جانا مساجد میں قیاساً خلاف ادب سمجھا

ع ہذا مفاد کلامہ مدظلہ ونقطہ نقطی ادب ۱۲ ؎ بذٰلک فی مکتوبہ الاخیر بالمقاصد الشرعیۃ ۱۲۔

جاوے اور مثلاً تقبیل تمثال روضہ شریفہ کا جواز مذکور نمبر ۲- اس کو مستلزم نہیں کہ اصل قبر شریف کی تقبیل کی اجازت دی جائے۔ بلکہ اس کا مدار اہل ادب کے ذوق وعادت پر ہے باقی تمثال نعل شریف کی تخصیص اول تو بوجہ ذوقی ہونے کے محل سوال نہیں لیکن ممکن ہے کہ داعی اس تخصیص عادی کا طالب کا اپنے لئے غایت تذلل اختیار کرنا ہو کہ اس سے زیادہ درجہ کی چیزوں تک میری کہاں رسائی ہوتی۔ کما قیل ؎

نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم — زانکہ نسبت بسگ کوے توشد بے ادبی

واللہ اعلم باسرار عبادہ

نمبر ۴- یہ سب تفصیل حکم فی نفسہ کی ہے۔ ورنہ جہاں احتمال غالب مفاسد کا ہو وہاں نقشہ تو کیا خود اصل تبرکات کا انعدام بھی بشرط عدم اہانت وبشرط عدم لزوم القا مطلوب ومامور بہ ہوگا۔ جیسا حضرت عمرؓ کا قصہ قطع شجرہ کا منقول ہے۔

نمبر ۵ میں نے جب رسالہ نیل الشفا بنعل المصطفےٰ لکھا تھا جس کو غالباً چھتیس سال کا زمانہ ہوگیا۔ گو اس میں بھی کافی احتیاطیں کرلی گئی تھیں۔ منشا میں بھی کہ ثقات سے نقل کیا گیا۔ اور ناشی میں بھی کہ آخر میں غلو سے اہتمام کے ساتھ روک دیا گیا تھا۔ مگر تاہم اتنے مفاسد محتملہ سے ذہن خالی تھا۔ لیکن پندرہ سال سے زائد مدت گذری کہ اس قسم کے شبہات قلب میں پیدا ہوئے کہ عوام غلو نہ کرنے لگیں۔ اس کے چند روز بعد ایک صاحب توفیق نے اس کے متعلق استفسار کیا۔ جس کا جواب لکھ کر میں مطمئن ہوگیا۔ یہ جواب النور محرم ۴۲ھ کے صفحہ ۹ میں بعنوان تنبیہ بر اصلاح معاملہ با تمثال نعل شریف شائع ہوا ہے۔ پھر مزید احتیاط کے لئے النور شوال ۴۳ھ کے صفحہ ۲۰ میں اس تنبیہ کی تجدید اس عبارت سے کردی کہ نیل الشفاء کے متعلق النور نمبر ۹ جلد ۳ میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے اس کے خلاف نہ کریں۔ اھ

اب بحمد اللہ دوسرے علماء کی تحریر سے بھی میرے مقصود کی تائید ہوگئی بس کسی کو غلو کی گنجائش نہیں رہی اور اس مفصل ومکمل تحقیق کے بعد احقر کی تحریرات میں باہم بھی اور دوسرے حضرات اہل تحقیق کی تحریر سے بھی تعارض کا احتمال نہیں رہ سکتا لیکن اگر اب بھی کسی کے خیال میں تعارض کا شبہ ہو تو اس کے لئے میں اعلان کررہا ہوں کہ دوسرے حضرات کی تحقیق پر عمل کیا جاوے اور میری تحریر کو مرجوح بلکہ مجروح وممنوع عنہ بلکہ مرجوع عنہ سمجھا جاوے فقط ۲۶- ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

مفتی صاحب قبلہ کے دونوں جوابوں کی تصدیق و تصحیح اور نفس مسئلہ کی توضیح کے متعلق تو حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام ظلہ کی یہ تحریر تھی جو اوپر نقل کی گئی۔ اس کے ساتھ ایک مکتوب بھی تھا جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے :۔

مکتوب حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیضہ

بنام مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا - السلام علیکم - اگر اصل جواب شائع ہو تو بشرط خلاف مصلحت نہ ہونے کے میری تحریر[1] بھی شائع فرما دی جائے۔ خواہ بعینہ خواہ بعد تلخیص و حذف اجزاء مضرہ للعوام۔ البتہ صورت ثانیہ میں اگر تلخیص کو میں بھی دیکھ لوں تو یہ فائدہ ہے کہ اس کو یہاں بھی محفوظ کر لوں تاکہ آیندہ جواب میں اس کی رعایت رہے۔

اور بعینہ شائع کرنے کی صورت میں یہ بھی اختیار ہے کہ اجزاء مضرہ کا جواب ورد بھی ساتھ ساتھ حواشی میں شائع کر دیا جائے۔ اور اس صورت میں مجھ کو دکھلانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ تصرف میری عبارت میں نہ ہوگا جیسا کہ تلخیص کی صورت میں ہوگا۔

اور اگر خلاف مذاق نہ ہو تو اس مجموعہ کا کوئی لقب بھی رکھ دیا جائے۔ خواہ "اتمام[2] المقال فی بعض احکام التمثال" یا اور کچھ اور اشاعت کی صورت میں النور کا مضمون بعنوان تنبیہ[3] بھی شائع ہو جائے تو نفع ہے جس کا پتہ نمبرہ میں لکھا ہے فقط (ہوا)

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے اس ارشاد نامہ کے موصول ہونے پر حضرت مفتی صاحب قبلہ نے پھر ایک خط حضرت حکیم الامت مدظلہ کی خدمت میں لکھا جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

مکتوب دوم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

بخدمت حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیوضہم

---

[1] اس تحریر سے وہ تحریر مراد ہے جو اوپر بعنوان تصحیح الجواب و توثیقہ نقل کی جا چکی ہے ۱۲۔

[2] اس مشورۂ مفیدہ کے ماتحت یہ مجموعہ اسی لقب سے ملقب کر دیا گیا ہے۔ حضرت اقدس کی پوری تحریر شائع کر دی گئی۔ اس کی تلخیص نہیں کی گئی۔ ۱۲۔

[3] یہ مضمون ابتدائے رسالہ ہذا میں نقل کر دیا گیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۶ مجموعہ ہذا۔ ۱۲

۳۰-ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

مدرسہ امینیہ دہلی

حضرت مخدوم محترم دام فضلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ نے معزز و مفتخر فرمایا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ مجھے دو باتیں عرض کرنی ہیں۔ اُمید کہ تسلی بخش جواب سے شادکام فرمائینگے۔ حضرت عثمانؓ کی حدیث کے ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں ماتغنیت ولا تمنیت ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعت بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تین باتیں مذکور ہیں اور تینوں اسلام میں ممنوع ہیں تو کیا اس قول کا مطلب یہ ہوسکتا ہے یا نہیں کہ جب سے میں نے حضور سے بیعت کی یعنی اسلام لایا ہوں یہ کام نہیں کئے۔ جیسے حضرت عمر کا قول مابُلتُ قائماً منذ اسلمت (رواہ البزار ورجالہ ثقات کذا فی مجمع الزوائد) ہے اگر یہ مطلب ہو تو مس ذکر بالیمین نہ کرنے کی وجہ اس کا اسلام میں ممنوع ہونا ہوگا نہ یہ کہ حضورؐ کے دست مبارک سے مس کرنے کی وجہ سے مس ذکر بالیمین ترک کیا۔

دوسری بات یہ کہ احمد بن فضلویہ کا قول ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ آلخ ہر قوس کے متعلق ہے یا القوس میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے ایک خاص قوس مراد ہے جس کے متعلق انہیں یہ علم ہوا تھا کہ اس قوس کو حضورؐ کے دست مبارک میں جانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میرے خیال میں قوس معہود کا مراد لینا راجح ہے کیونکہ عام قوس کا مراد لینا اور محض اس خیال سے کہ کمان کو حضورؐ نے ہاتھ میں لیا ہے اس لئے تمام کمانوں کو محض مشاکلت کی وجہ سے بے وضو نہ چھونا متوجہ نہیں۔ حضورؐ نے صرف کمان دست مبارک سے نہیں پکڑی بلکہ تلوار سکین۔ ازار۔ رداء۔ عمامہ۔ قمیص اور بہت سی چیزیں دست مبارک سے چھوئی ہیں تو اگر محض مشاکلت اس کی وجہ ہوتی تو ان کا یہ جذبہ صرف قوس میں نہ پایا جاتا اگر دوسرا احتمال مراد ہو تو معقول بات ہے اور جو چیز بھی ان کو ایسی ملجاتی کہ حضور کے دست مبارک میں آئی ہوتی تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتے مگر اور کوئی ایسی چیز نہ ملی۔ صرف کوئی کمان ایسی ہاتھ لگی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ حضورؐ کے دست مبارک سے مس کرنے کا شرف اس کو حاصل ہے تو ان کے جذبۂ محبت نے اُس کمان کو بے وضو چھونے سے انہیں باز رکھا۔ جناب نے اس عبارت کا حوالہ مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی کے صـ ۳۲۲ کا دیا ہے۔ میرے پاس جو مجموعہ فتاویٰ ہے اس کی جلد اول و دوم کے صـ ۳۲۲ میں یہ عبارت نہیں ملی اور جلد سوم کے صفحات ہی اتنے نہیں ہیں۔ براہ کرم جلد کی تعیین کے ساتھ کوئی مزید نشان بھی تحریر فرمادیں۔ ان دو باتوں کے علاوہ ایک اور بات بھی عرض کرنی ہے کہ جذبۂ محبت سے جو افعال سرزد ہوں وہ اختیاری ہوں گے یا اضطراری۔ اگر اختیاری ہوں گے تو احکام شرعیہ

(وجوب ۔ سنیت ۔ ندب ۔ اباحت ۔ کراہتہ ۔ حرمت) میں سے ان کے ساتھ کوئی حکم ضرور متعلق ہوگا ۔ ہاں اگر اضطراری ہو گئے تو ان احکام میں سے کوئی حکم ان سے متعلق نہ ہوگا ۔ تو تصویر اور نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اگر اختیاری ہو تو وہ کم از کم مستحب یا مباح ضرور ہوگا ۔ یا بصورت دیگر اس کو کم از کم مکروہ کہا جائیگا پھر اس کو امور شرعیہ سے خارج کرنے کی کیا صورت ہے ۔

استحباب کی صورت میں اس کی تشریع اور عمل کی ترغیب بھی صحیح ہوگی ۔

لیکن اگر اضطراری ہونے کی صورت میں اس کو جائز فرمایا جائے تو یہ کہنا تو صحیح ہے کہ وہ امور شرعیہ میں سے نہیں کیونکہ شرع کا تعلق اختیار سے ہے نہ اضطرار سے مگر اس صورت میں مضطر کا یہ فعل (بوسہ دینا سر پر رکھنا ۔ توسل کرنا) جواز یا استحباب یا اباحت یا کراہت کے ساتھ متصف نہ ہو سکے گا ۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ مسکوت عنہ ہوگا ۔ اور تشریع للعوام اور ترغیب للناس کے لئے حجت بھی نہ ہو سکے گا ۔ کیونکہ امور اضطراریہ کی تشریع اور ترغیب غیر معقول ہے ۔ وہ تو اضطرار اور غلبۂ شوق سے خود بخود سرزد ہو سکتے ہیں نہ کسی کے کہنے اور ترغیب دینے سے ۔ میری جرأت کو معاف فرماتے ہوئے تسلی بخش جواب سے سرفراز فرمائیں ۔

جوابی کارڈ حاضر ہے ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

اس کے جواب میں حضرت حکیم الامۃ کا جو ارشاد نامہ آیا اس کی نقل حسب ذیل ہے :۔

ارشاد نامۂ دوم حضرت حکیم الاُمت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دام فیضہم

بنام حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ الطاف نامہ نے ممنون فرمایا ۔ فبارک اللہ تعالیٰ فی صونکم للدین ۔ جو احتمال منذ بایعت بھا الخ میں اور اسی طرح ما مسست القوس کے الف لام میں ظاہر کیا گیا ہے ۔ گو ذوق اس سے آبی ہے ۔ خصوص لفظ بھا پر نظر کر کے مگر صون دین عوام کیلئے نافع ہے

ل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں چونکہ تین باتوں کا ذکر ہے ما تغنیت ولا تمنیت ولا مسست ذکری بیمینی الخ یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے گانے کا ارتکاب نہیں کیا اور جھوٹ نہیں بولا ۔ اور ذکر کو سیدھا ہاتھ نہیں لگایا ۔ اور یہ تینوں باتیں اسلام میں ممنوع ہیں تو غالباً ان کا مقصد یہ ہے کہ جب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی یعنی اسلام لایا ان ممنوعات شرعیہ میں سے کسی کا ارتکاب نہیں کیا ۔ اور اس تقدیر پر لفظ منذ کا تعلق تینوں باتوں سے ہے نہ صرف مسست سے ۔ اور جبکہ تینوں سے تعلق ہو تو پھر منذ بایعت کے معنی منذ اسلمت ہی زیادہ موزوں اور مناسب ہیں اور اب وجہ مس ذکر بالیمین نہ کرنے کی اسلام لانا ہے کیونکہ یہ فعل اسلام میں ممنوع ہے یعنی اگر ان کا سیدھا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے مس بھی نہ کرتا جب بھی بحکم اسلام یہ مس ذکر بالیمین ترک کرتے جیسے کہ بحکم اسلام غنا اور اُمنیہ کو ترک کر دیا تھا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

باقی تخصیص قوس کی سواول تو ایسے احکام ادبیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا۔ کما ذکرتہ فی نمبر ۲ من تحریری السابق دوسرے کثرت استعمال فی عبادۃ الغزو فی ذاک الزمان اس تخصیص کی ایک وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس کو تلبس دینی زیادہ ہے۔ اور یہ عبارت مجموعہ فتاویٰ کی جلد اول مطبوعہ شوکت اسلام ۱۳۰۴ھ صفحہ ۳۲۲ میں ہے۔ صفحہ ۳۱۸ سے کتاب النوادر کے تحت میں شروع ہوکر صفحہ ۳۲۷ تک چلی گئی ہے۔ اصل مجیب مولانا محمد اسمٰعیل ہیں اور مولانا عبدالحی صاحب مصوب ہیں۔ اور امور شرعیہ سے خارج کرنے کے متعلق جو صورت پوچھی گئی ہے۔ یہاں افعال مقصودہ فی الشرع مراد ہیں نہ کہ احکام شرعیہ۔ میں نے یہ عنوان آپ ہی کی رعایت سے اختیار کیا تھا کہ آپ کی عبارت خط سابق میں ہے اب اس کو مقاصد شرعیہ کے عنوان سے بدلتا ہوں۔ اور اس کے اختیاری ہونے اور اس کے ساتھ حکم شرعی کے متعلق ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور وہ حکم اباحت فی نفسہ اور استحباب یا کراہت لغیرہ بالتسبب للمقاصد او للمفاسد ہے یہ تو طالبعلمانہ کلام ہے۔ جس میں جانبین کو بہت وسعت ہے۔ ہر جواب پر شبہ اور ہر شبہ کا جواب ہوسکتا ہے۔ لیکن شیخ شیرازی کا ارشاد یاد آتا ہے ؎

ندانی کہ ما را سر جنگ نیست ــــــ وگرنہ مجال سخن تنگ نیست

اس لئے مناظرانہ کلام کو بند کرکے ناظرانہ عرض کرتا ہوں کہ گو احتیاطی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا۔ چنانچہ مکتوبات خبرت کے حصۂ سوم بابت ۳۳ھ کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف مضمون ہے۔ مگر مسئلہ میں تردد نہ ہوا تھا لیکن اب مجھ کو خواص کے اس اختلاف آراء سے نفس مسئلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) ہاں چونکہ مس ذکر بالیمین میں ترک کی ایک دوسری لطیف وجہ بھی تھی۔ اس کی طرف خاص اشارہ کرنے کے لئے لفظ بہا بڑھا دیا ہے۔ مگر مطلب یہی ہے کہ جب سے اسلام لایا ہوں ان تینوں باتوں کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔ اگر ان کا مقصد یہ ہوتا کہ اپنے یمین کے حضور کے دست مبارک سے مس کرنے کی بنا پر میں نے مس ذکر بالیمین ترک کردیا تو اس کی تعبیر بجائے منذ بایعت بہا کے منذ صافحت بہا زیادہ موزوں ہوتی۔ اور شیخ احمد بن فضلویہ کے کلام میں قوس سے خاص قوس مراد لینے کو میں زیادہ قوی اور راجح سمجھتا ہوں اور مولٰنا محمد اسمٰعیل صاحب بھی خاص قوس مراد لینے کو ہی راجح سمجھے اور اسی لئے وہ ترجمہ کیا جو حاشیہ آئندہ میں مجموعہ فتاویٰ سے نقل کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

[1] حضرت مولانا تھانوی مدظلہم العالی کے اس گرامی نامہ سے جب اس عبارت کا پورا پتہ معلوم ہوا تو میں نے اپنے پاس کے مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحی رحمہ اللہ مطبوعہ مطبع یوسفی ۱۳۲۱ھ کے جلد اول صفحہ ۲۶۷ میں یہ عبارت دیکھی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مجیب نے اس عبارت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ میری توجیہ کے موافق ہے ان کے ترجمہ کی عبارت یہ ہے (انہوں نے کہا کہ جب سے میں نے یہ سنا کہ میری کمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے چھوا اس وقت سے میں نے اس کو کبھی بے وضو نہیں چھوا) یعنی انہوں نے کمان سے ایک خاص کمان ہی مراد لی ہے ہر کمان کے متعلق یہ طرز عمل قرار نہیں دیا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

میں تردد پیدا ہو گیا۔ پھر اس کے ساتھ عوام کے اختلاق ہوا سے جس سے میرا ذہن خالی تھا۔
مصالح دینیہ اسی کو مقتضی ہیں کہ بحکم دع مایریبک الی مالا یریبک الحدیث۔ اپنے رسالہ
نیل الشفاء سے رجوع کرتا ہوں۔ اور کوئی درجہ تسبب للضرر کا اگر واقع ہو گیا ہو اس سے استغفار
اور کسی عاشق صادق کے اس فیصلہ کا استحضار اور تکرار کرتا ہوں ؎ علی اننی راض بان احمل
الھویٰ واخلص منہ لا علی ولا لیا۔ والسلام

(نوٹ) اگر ممکن ہو کم از کم اس مضمون کو مکملاً یا ملخصاً جلدی شائع فرمادیں۔ پھر خواہ مستقلاً ہو
اولی یا اخبار میں۔ اشرف علی ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ

—— :(ختم): ——

حاشیہ از مولانا تھانوی مدظلہ متعلقہ حاشیہ صفحہ ۱۹ سطر ۹

قولہ ترجمہ کی عبارت یہ ہے الخ اقول گو اس میں سہو کاتب کا بھی احتمال ہے۔ نیز اس کی کوئی دلیل بھی نہیں لیکن مانع کو دلیل کی حاجت نہیں۔ احتمال کافی ہے۔ اور اس احتمال کے فرض وقوع کے بعد بھی منتہا اس کا حکم شرعی نہیں۔ محض عاشقانہ ادب ہے اور اسی حکم شرعی نہ ہونے کی بناپر حضرت عثمان رضہ کے قول ما مسست الخ کو ظاہر سے معدول کیا گیا ہے ۱۲۔

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے رسالہ نیل الشفا سے اس اعلان رجوع کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ نیل الشفا سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ نقشہ نعل شریف سے استبراک و توسل کی مسلمانوں کو تلقین و ترغیب اور نقشہ کی تشہیر و اشاعت کی تحریض مقصود ہے۔ اب حضرت مولانا دام فیضہم نے عوام کے تجاوز عن الحد اور غلو کو مدنظر رکھ کر استبراک و توسل کی ترغیب اور تشہیر و اشاعت کی تلقین سے رجوع فرمالیا ہے۔ رہا کسی عاشق صادق اور مجذوب محبت کا والہانہ طرز عمل تو وہ بجائے خود مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے۔ اسی طرح نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو جانے کا جو ذکر ہے اس کا حاصل بھی بجائے جزم جواز سابق کے عدم جزم جواز ہے نہ کہ جزم عدم جواز۔ پس عشاق پر طعن نہ کیا جائے۔

حضرت مولانا کے اعلان رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ اس نظر سے یہ ضروری توضیح کر دی گئی۔ اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔

میں نے اس مجموعہ کی اشاعت کا ارادہ حضرت مولانا پر ظاہر کیا تو جواب میں فرمایا کہ (اشاعت) عین مطلوب ہے اور ساتھ ہی یہ دعا بھی ارشاد فرمائی جزاکم اللہ تعالیٰ وبارک فیکم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ